بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

خطبہ نمبر ۲۲

فون ۴۴۹

جلد ۷۲/۳۷ | ہفتہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ، ۲۵ احسان ۱۳۶۲ ہش، ۲۵ جون ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۴۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۲۳ احسان/جون، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت بدستور ناساز چلی آرہی ہے۔ بلڈ پریشر کئی دن سے زیادہ ہے ٹانگوں اور سر میں درد رہتی ہے۔"

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم رحیم و رحمان، شافی مطلق اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

خطبہ جمعہ

رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ اور انکار ارتقاء ہے۔ یہ انسان کو اسکی پیدائش کے مقصد کیطرف لے جاتا ہے

یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجۂ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے

بڑے ہی بدقسمت ہونگے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور برکتیں حاصل کئے بغیر خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں

تم صبر اور حوصلے اور ہمت اور دعاؤں کیساتھ اس رمضان کو گزارو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل تم پر نازل ہوتے ہیں

ہمیشہ ایسی آوازیں اپنے دلوں سے نکالو جو عالم بالا پر سنی جائیں۔ خدا کے فرشتے ایسی آوازوں کو دنیا میں پھیلا دیا کرتے ہیں

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۱۰ احسان ۱۳۶۲ ہش مطابق ۱۰ جون ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

(مرتبہ:- بشیر احمد اختر صاحب۔ صیغہ زود نویسی ربوہ)

(نوٹ:- صیغہ زود نویسی یہ خطبہ اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (آیت ۱۸۴ تا ۱۸۷)

اور پھر فرمایا

یہ جمعہ جو ہم آج پڑھ رہے ہیں یہ

رمضان شریف سے پہلے آخری جمعہ

ہے اور انشاء اللہ آئندہ جمعہ رمضان المبارک کے ایام میں آئے گا۔ اس لیے آج کے خطبے کے لیے میں نے وہ آیات چنی جن کا تعلق رمضان المبارک سے ہے اور جن میں روزہ رکھنے سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں اور اس کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴، پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ بتایا ہے کہ تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پڑھنے والا یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ دیکھو، ہم صرف تم پر ہی سختی نہیں کر رہے بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی کافی سختی ہوئی تھی۔ اس لیے جہاں وہ بیچارے روزوں میں پکڑے گئے وہاں تم بھی پکڑے جا رہے ہو، تو کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن یہ مفہوم ہرگز یہاں مراد نہیں ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے پہلوں کو بھی ایک نعمت عطا کی تھی۔ تم اس رسول کے ماننے والے ہو جس نے نعمتوں کو تمام کر دیا اور درجہ کمال تک پہنچا دیا اس لیے تمہارا زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم یہ نعمت تمہیں عطا کریں۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کیونکہ روزوں کا نتیجہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کی تعلیم سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ اس لیے ضرور تھا کہ پہلوں سے زیادہ شان کے ساتھ تم پر روزے فرض کیے جاتے۔

مِنْ قَبْلِكُمْ میں قرآن کریم اس طرف بھی اشارہ فرما رہا ہے کہ کوئی بھی مذاہب ایسا نہیں جس میں روزے فرض نہ کیے گئے ہوں اور تاریخ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا اس مضمون پر لکھتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب آئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو روزے کے تصور سے خالی رہا ہو۔ یہ تحقیق اگرچہ آج کے زمانہ میں آسان ہے کیونکہ

ساری دنیا کے مختلف تاریخی حالات

مجتمع ہو چکے ہیں اور کتابی صورتوں میں انسان کی دسترس میں آ چکے ہیں مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ بتایا جا رہا تھا تو دنیا کے مذاہب کی بھاری اکثریت ایسی تھی جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع پانے کا کوئی بھی ذریعہ میسر نہیں تھا۔ اس لیے سب سے پہلے تو توجہ اس طرف منعطف ہوتی ہے کہ عجیب شان کا رسول ہے اور عجیب شان کا کلام اس پر نازل ہو رہا ہے کہ ساری دنیا کے متعلق ایک ایسا دعویٰ کرتا ہے جس کے متعلق کوئی عقلی وجہ موجود نہیں کہ وہ تحدی سے کیا جا سکے اور پھر وہ درست بھی ثابت ہو۔ لیکن آج کے زمانے کا انسان جب کامل تحقیق اور ہر قسم کی جستجو کے بعد ایک نتیجہ نکالتا ہے تو وہ بعینہٖ وہی نتیجہ نکالتا ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا گیا تھا۔

جب آپ تحقیق کریں گے تو آپ کے سامنے دوسرا پہلو یہ آئیگا کہ جس باقاعدگی اور نظام کے ساتھ، جس تفصیل کے ساتھ اور جتنی زیادہ پابندیوں کے ساتھ مسلمانوں پر روزے فرض ہوئے ویسے کبھی کسی قوم پر فرض نہیں ہوئے۔ بائبل میں روزوں کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً دسویں محرم کے متعلق آتا ہے کہ یہ وہ دن تھا جب فرعون کے ظلموں سے بنی اسرائیل کو نجات دی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں آتا ہے کہ اس دن کو یاد رکھو اور روزہ رکھو۔ لیکن

روزوں کا پورا ایک مہینہ

فرض ہونا پہلے کبھی کسی قوم میں نظر نہیں آتا۔ علاوہ ازیں روزے کے متعلق جو تفصیلی ہدایات ہیں ان میں بھی بڑا فرق ہے۔ بعض پرانے مذاہب میں روزہ اس شکل میں ملتا ہے کہ آگ پہ پکی ہوئی چیز نہیں کھانی، پھل جتنا چاہو کھا لو، فلاں چیز نہیں کھانی اور فلاں نہیں کھانی، پانی پی سکتے ہو، دودھ پی سکتے ہو۔ تو یہ روزہ اسلامی روزے کے مقابل پر محض برائے نام اور سرسری سا روزہ بن جاتا ہے۔ پھر بعض مذاہب میں روزے کے ساتھ یہ بھی تاکید ہے کہ کام نہیں کرنا۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ کام کا بھی روزہ ہے۔ تو جس کو کام سے چھٹی مل جائے اس کا روزہ تو اور بھی آسان ہو جائے گا۔ یعنی بظاہر یہ ایسی پابندی ہے جو اسلامی روزے میں نہیں ہے۔ لیکن عملاً یہ پابندی نہیں ہے بلکہ رخصت لینے پر مجبور کر دیا گیا ہے کہ تم لوگ کمزور ہو، تم میں یہ طاقت نہیں ہے کہ دنیا کے کام کرو اور ساتھ روزہ بھی رکھ سکو اور اس کا حق بھی ادا کر سکو، ایسے لوگ بعد میں آئیں گے جو یہ کام کر سکیں گے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے کامل بھی ہے اور زیادہ مشقت طلب بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ وضاحت کر دی گئی کہ مشقت ڈالنا ہرگز مقصود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیتا ہے۔ اس کی ضرورت بھی اس لیے پیش آئی کہ جب انسان اسلامی روزے کی تعلیم پر غور کرتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہ پہلے لوگوں پر اس کا عشر عشیر بھی فرض نہیں تھا۔ اس لیے یہ وہم دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ سختیوں سے خوش ہوتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ میرے بندوں پر بوجھ پڑے اور وہ تنگی محسوس کریں اور اس کے نتیجے میں محض تنگی اور محض تکلیف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا موجب بن جاتی ہے؟ جیسا کہ بعض مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتا ہے کہ ہرگز ایسا نہیں چنانچہ سہولتیں بھی دیتا چلا جاتا ہے اور پھر حکمتیں بھی بیان کرتا ہے کہ مقصد تقویٰ کو بڑھانا ہے۔ مراد مقصود زندگی عطا کرنا ہے سختی پیدا کرنا ہرگز مراد نہیں۔ یہ ضمنی چیز ہے۔ مقصود بالذات نہیں ہے۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ فرماتا ہے چند گنتی کے دن ہی تو ہیں۔ سارے سال میں سے صرف ایک مہینہ ہے۔ گویا موصی جو دسواں حصہ دیتا ہے اس سے بھی کم، البتہ اگر

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے

رکھ لیں تو پھر وصیت کا حق یعنی سال کا ۱/۱۰ بن جاتا ہے اور اس کا مضمون بھی پورا ہو جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پر یہ بہت معمولی بوجھ ہے اور جتنے فوائد ہیں ان کے مقابل پر یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ گنتی کے چند دن آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے دل میں خوف پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور بعض لوگ ان دنوں سے یہ حسرتیں لے کر گزر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں اگلے سال پھر یہ دن دیکھنے نصیب بھی ہوں گے یا نہیں۔ مگر دونوں قسم کے لوگوں کے دن تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ سختی اور تنگی ترشی محسوس کرنے والوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں۔ اور دل میں حسرتیں لیے ہوئے لوگوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہیں وہ روزے جو تم پر فرض کیے گئے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا قرآن کریم فرماتا ہے سختی کی خاطر فرض نہیں کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ تم پر سختی وارد کرنے سے خوش نہیں ہوتا۔ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ تم میں سے جو بیمار ہو یا مسافر ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، اس کے لیے فرض ہے کہ بعد کے دنوں میں روزوں کو پورا کرے۔ اس میں ایک سہولت دے دی گئی۔ سختی کے روزے مثلاً انتہائی گرمی کے روزے جو اب آنے والے ہیں ان میں کوئی شخص اگر بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر ہوتا ہے، اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ضرور انہی دنوں میں گرمی کی سختی میں روزے رکھے۔ اگر وہ بعد میں سردیوں کے آسان روزے بھی رکھ لیتا ہے تب بھی اس کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سختی اللہ تعالیٰ کے پیش نظر نہیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اس پر بہت سی بحثیں اٹھائی گئی ہیں کہ يُطِيْقُوْنَهٗ سے کیا مراد ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ ہر امکان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ بعض مفسرین کے معنی ٹھیک ہیں اور دوسرے مفسرین کے غلط۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کے حالات میں دونوں قسم کے مواقع بلکہ کئی قسم کے ایسے مواقع پیدا ہوتے ہیں جن پر اس حصے کے مضمون کو پھیر کر منطبق کریں تو ہر موقع پر یہ آیت چسپاں ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو يُطِيْقُوْنَهٗ کا مثبت ترجمہ ہے۔ یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو فدیہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ فرمایا ہم رخصت تو تمہیں دے رہے ہیں۔ بیمار ہو یا سفر پر ہو تو بیشک بعد میں روزے پورے کر لو۔ لیکن روزہ نہ رکھنے کا تمہیں جو غم لگ جائے گا کہ سارے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں اور ہم محروم رہ رہے ہیں، ہم تمہیں اس

بوجھ کو ہلکا کرنے کی ایک ترکیب

بتاتے ہیں کہ تم کسی غریب کو کھانا کھلا دیا کرو۔ اس سے تمہیں جو لذت حاصل ہو گی وہ اس غم کو کم کر دے گی کہ تم روزہ نہیں رکھ سکے۔ پس يُطِيْقُوْنَهٗ سے یہ مراد ہے کہ جن کو طاقت ہو، جن کے اندر استطاعت ہو کہ وہ غریب کو کھانا کھلا سکیں ان کے لیے بڑی سہولت ہے کہ وہ یہ کام کریں۔ اس طرح ان کا یہ غم کہ ہم روزے سے محروم رہ گئے کسی حد تک کم ہو جائے گا۔

لیکن اس ترجمے پر بعض دوسرے مفسرین کو اعتراض ہے۔ کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ضمیر فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کی طرف پھیری گئی ہے لیکن اس کا ذکر بعد میں آ رہا ہے اور یہ اعلیٰ ادبی تقاضوں کے خلاف ہے کہ جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ بعد میں آئے اور ضمیر اس کی طرف پہلے پھیر دیں۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ دوسرے، ان کو یہ اعتراض بھی پیدا ہوا کہ اگر ہٗ کی ضمیر فدیۃ کی طرف پھیریں تو فدیہ تو مؤنث ہے لیکن ضمیر مذکر کی پھیری گئی ہے یعنی يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ مذکر کے لیے ہے اگر مونث کی طرف ضمیر پھیرنی ہو تو يُطِيْقُوْنَهَا چاہیے تھا۔

ان دونوں باتوں کا بہترین جواب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے دیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جہاں تک اول الذکر اعتراض کا تعلق ہے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ نحوی لحاظ سے باعتبار رتبہ کے مقدم ہے گویا فی الحقیقت مبتدا ہے جو بہر حال پہلے ہوتا ہے اور یہ متعلق خبر ہے۔ یہ عربی کی بحث ہے زیادہ تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤنگا مگر مختصراً یہ کہ اس اعتراض کو انہوں نے یہ کہکر حل کر دیا کہ فِدْيَةٌ کا مقام باعتبار رتبے کے پہلا ہے کیونکہ مبتدا کا اصل مقام ہمیشہ پہلے ہی ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ جملوں میں بعض قوانین کے تابع تقدیم تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض رد ہو جاتا ہے اور فصاحت و بلاغت پر اس کا کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اگرچہ لفظ فِدْيَةٌ مؤنث ہے مگر طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اس کا بدل یعنی قائمقام ہے جو مذکر ہے اور اصل مراد طعام مسکین ہے یعنی غریب کو کھانا کھلانا فدیۃ کا معنی ہوگا بطور فدیہ غریب کو کھانا کھلانا۔ پس چونکہ اصل طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مذکر کی ضمیر اس طرف پھیر دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ دو وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ ایک تیسری وجہ جو انہوں نے بیان نہیں فرمائی وہ واضح ہے کہ اگر مؤنث کی ضمیر پھیری جاتی تو دوسرے معانی جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا تھا وہ پیدا نہ ہو سکتے کیونکہ پھر ضمیر صیام کی طرف نہیں پھر سکتی تھی اور اس میں بھی ایک نئے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ

فصاحت و بلاغت کا کمال

ہے نہ کہ فصاحت و بلاغت سے گرنا کہ ضمیر کو اس طرح چنا گیا کہ بظاہر جو مؤنث ہے اس کی طرف بھی پھیری جا سکتی ہے اور جو مذکر ہے اس کی طرف بھی جاتی ہے اور مضمون میں بڑی وسعت پیدا ہو جاتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ سے مراد روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو اس سے تو مضمون الٹ پلٹ اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ تو بڑی واضح اور سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ سے مراد فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ہے اور خدا تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ وہ لوگ جو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہوں ان کو ہم یہ نصیحت کرتے ہیں کہ جن دنوں وہ روزہ نہ رکھ سکیں وہ غریبوں کو کھانا کھلائیں تاکہ ان کو تسکین ملے کہ وہ بھی کسی نہ کسی رنگ میں عبادت میں شامل ہیں۔ مگر اس کے کیا معنی ہوئے کہ جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کھانا کھلائیں۔ "جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں" کا جواب تو یہ ہونا چاہیئے کہ وہ روزہ رکھیں نہ کہ دوسروں کو کھانا کھلا کر چھٹی کر جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ جو طاقت نہ رکھتے ہوں بعض مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں لیکن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دونگا۔ يُطِيْقُوْنَهٗ ایک ایسا فعل ہے جس میں منفی معنی بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ باب افعال میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ بعض دفعہ وہ مثبت معنی دیتا ہے اور بعض دفعہ وہی باب منفی معنی بھی دیدیتا ہے۔ اس لحاظ سے جب يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر صیام کی طرف پھیری جائے گی تو یہ مطلب بنے گا کہ وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ غریب کو کھانا کھلائیں۔

لیکن اس کا کیا مطلب ہے کہ جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے وہ غریب کو کھانا کھلائیں؟ کیونکہ جو طاقت نہیں رکھتے ان کو تو اللہ تعالیٰ چھٹی دے چکا ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھیں۔ اس میں دراصل ایک اور مضمون پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد میں ہر آدمی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو وقتی بیمار ہوتے ہیں۔ چند دن بیمار ہوئے۔ پھر صحت ہو گئی اور ان کو یہ تسلی ہو گئی کہ ہم بعد میں روزے رکھ لیں گے اور دراصل ان کا روزہ رکھنا ہی پہلے روزوں کا فدیہ ہے۔ پھر مسافر ہوتے ہیں جن کو عارضی سفر لاحق ہے اس کے بعد وہ فارغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کچھ بیمار ایسے ہوں گے جو دائم المرض ہیں یا عمر کے ایسے حصے کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ روزے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ وہ کیا کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے لیے بھی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تسلی کا سامان

رکھتا ہوں۔ وہ یہ دکھ محسوس نہ کریں کہ اب ہم کبھی بھی روزہ نہیں رکھ سکیں گے۔ وہ غریبوں کو کھانا کھلائیں اور اس طرح ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔

سوال یہ ہے کہ روزے اور غریب کو کھانا کھلانے کا کیا تعلق ہے؟ وہ تعلق دراصل یہ ہے کہ روزے میں انسان خود غریب بنتا ہے اور غریب کا دکھ بانٹ رہا ہوتا ہے۔ پھر روزے کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ جب وہ غریب کو کھانا کھلاتا ہے تو اپنا سکھ اسے دے رہا ہوتا ہے۔ دونوں جگہ غریب کو فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے پس روزے کے بیشمار فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے امراء جن کو وافر اور کئی انواع کا کھانا میسر ہے وہ اگر روزہ نہ رکھیں تو ساری عمر ان کو پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ بھوکے پیٹ کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ شدید پیاس میں مبتلا انسان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ بھوکا ہو اور پھر کام کر رہا ہو اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ امیر جان نہیں سکتا کہ بھوک بعض دفعہ کام پر مجبور کر رہی ہوتی ہے کیونکہ کام کے بغیر بھوک نہیں مٹتی۔ جتنا زیادہ کام کرتا ہے اتنی زیادہ بھوک بھڑکتی ہے۔ یہ سارے احساسات اور کیفیات ایسی ہیں کہ جب تک کوئی ان میں سے نہ گزرے اس کو ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

دنیا کی باقی قوموں میں کوئی ایسا جبری نظام نہیں ہے کہ ہر امیر کو مجبور کر دیا جائے کہ کم از کم ایک مہینہ اپنے غریب بھائیوں کا دکھ محسوس کرو اور ان کا دکھ اپنے اوپر وارد کرو تاکہ تمہیں احساس ہو کہ معاشرہ کیا ہوتا ہے؟ اسلامی روزہ یہ احساس پیدا کرتا ہے جو روزہ رکھنے والے ہیں وہ جب کسی سے مزدوری لے رہے ہوتے ہیں تو ان کے دل کی اور کیفیت ہوتی ہے جو بے روزگار ہیں، جن کو کوئی اندازہ ہی نہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے اور بھوک سے کام میں کیا مشکل پڑتی ہے ان کے دل کی اور کیفیت ہوتی ہے اول الذکر یعنی جو روزہ رکھنے والے ہیں اور کام لے رہے ہوتے ہیں ان کے احساس کے نتیجے میں

معاشرے میں بڑا حسن پیدا ہو جاتا ہے

معاشرے میں انسانی قدریں آجاتی ہیں۔ غریب اور امیر میں دوری بڑھتی نہیں، بلکہ فاصلے کم ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات وہ مزدوروں کو خود روکتے ہیں کہ ٹھہرو، ہم تمہیں پانی پلاتے ہیں، ہم تمہارے لیے کھانے کا انتظام کرتے ہیں ایسی سہولتیں مہیا کرتے ہیں جو ان کے CONTRACT یا معاہدے میں شامل نہیں ہوتیں۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کم از کم ایک مہینہ روزے کی ٹریننگ دے چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سے دوری کی بجائے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بعض ظالم ایسے ہیں (اور بڑی کثرت سے ایسے لوگ ملتے ہیں) جو مزدور سے کام لے رہے ہوتے ہیں اور ساتھ گالیاں بھی دے رہے ہوتے ہیں کہ تم سے چلا نہیں جاتا، دوڑو، تیزی سے کام کرو، اپنا وقت پورا کرو، حالانکہ اس غریب کے پیٹ میں روٹی نہیں ہوتی۔ کمزوری محسوس ہو رہی ہوتی ہے۔ گرمی میں اور سردی میں اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور یہ ظالم پوری طرح بےحس اور بے تعلق ہو کر مزدوروں سے زبردستی کام لے رہے ہوتے ہیں گویا وہ کسی دوسری دنیا کی مشین ہیں۔

پس انسانی قدروں کو بڑھانے کیلئے روزہ ایک بہت ہی اہم چیز ہے روزہ نام ہے غریب کیساتھ دکھ بانٹنے کا۔ جب آپ مجبوراً دکھ نہیں بانٹ سکتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر

سکھ بانٹو

اپنے سکھ غریبوں کو دو

اور اس طرح ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ جو نعمتیں تمہیں ملی ہیں وہ ان کو بھی عطا کرو۔ چنانچہ فدیے میں یہ روح رکھی کہ ہر شخص اپنی توفیق کے مطابق فدیہ دے، فدیہ جس کو دینا ہے اس کی حیثیت کے مطابق نہیں دینا۔ اس فلسفے کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر بڑا نمایاں کر دیا ہے کہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس غریب کو تو ایک روٹی اور پیاز کافی ہے اس لئے میں ایک روٹی اور پیاز دے دوں گا اور میرا فدیہ پورا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکی اجازت نہیں دیتا۔ سکھ تو نہ بانٹا گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے سکھوں میں غریبوں کو شریک کرو اگر تم اپنے لئے اعلیٰ نعمتیں استعمال کرو اور نہایت اونچی قسم کے کھانے کھاؤ تو فدیہ تب ہوگا جب غریبوں کو بھی ویسا ہی کھانا کھلاؤ تاکہ ان کو بھی اندازہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا کیا نعمتیں دی ہوئی ہیں انکو بھی اپنے ساتھ شریک کریں سارا سال نہ سہی، ایک مہینہ ہی وہ تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ پس بہت سے جو مصالح ہیں ان میں سے یہ ایک دو مصالح ہیں جنکا وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ میں ذکر ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ۔ فدیہ ان پر فرض ہوگا جو روزہ نہیں رکھ سکتے۔ عَلَى الَّذِيْنَ میں جو فرض کے معنی پائے جاتے ہیں ان کا تعلق يُطِيْقُوْنَهٗ کے منفی معنوں کے ساتھ ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسے اشخاص جو روزے کی طاقت سے مستقلاً محروم ہو چکے ہیں۔ انکو لازماً فدیہ دیکر روزے کا حق ادا کرنے کا ایک اور طریق اختیار کرنا چاہیئے اور یہ ان پر لازم ہے جن کے اندر فدیہ دینے کی طاقت ہے۔ اگر اتنا غریب ہے کہ اپنے لئے بھی کھانا میسر نہیں تو اس کو اللہ تعالیٰ مستغنی فرما دیتا ہے۔ اس آیت میں یہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اب فرمایا کہ ہم جانتے ہیں ہمارے بندوں میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جو بعد میں روزہ رکھ بھی سکتے ہوں، تب بھی ان کو بیقراری ہوگی کہ ہم کیوں محروم رہ رہے ہیں۔ فرمایا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ایسی اطاعت کی روح رکھنے والے جو

اطاعت کی روح میں درجہ کمال

رکھتے ہیں، خدمت کے کاموں میں پیش پیش ہیں اور دین کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہیں، اگر وہ اپنی طرف سے فدیہ دینا چاہیں تو ان کے لئے منع تو نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ جب وہ روزہ چھوڑیں تو فدیہ دیں۔ اس طرح ہم انکو اس لذت میں شریک کر لیتے ہیں فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ اور یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ ان کے لئے بہتر ہوگا یعنی ساتھ فدیے کا طوعی نظام بھی جاری فرما دیا۔

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

یہاں پہنچکر اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو جھنجھوڑا ہے۔ بہت سے بیمار ایسے ہیں جو دل کے بھی بیمار ہوتے ہیں۔ بہت سے بیمار ایسے ہوتے ہیں جو جسم سے زیادہ روح کے بیمار ہوتے ہیں انکو روزہ چھوڑنے کا بہانہ چاہیئے۔ انکو چھینک آجائے تو وہ سمجھتے ہیں روزہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ انکی طبیعت ذرا اداس ہو جائے تو وہ سمجھتے ہیں بیمار ہو گئے ہیں، روزہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے روزہ چھوڑ دینے کی جو اجازت ہے وہ تمہارے لئے نقصان کا سودا ہے فائدے کا سودا نہیں ہے۔ تمہاری مجبوریوں کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالےٰ نے روزہ چھوڑنے کی اجازت دی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو روزہ رکھتا ہے وہ اس آدمی کی نسبت بہت بہتر ہے جو مجبوراً روزہ چھوڑتا ہے اس لئے عقل سے کام لینا اور اپنے فائدے کے خلاف کوئی فعل نہ کرنا اپنے نفس کے خلاف فیصلہ نہ کر دینا کہ بظاہر تم آسانی میں پڑ رہے ہو لیکن حقیقت میں

بہت بڑا گھاٹا

کھا رہے ہو۔

وقت کی رعایت سے اس وقت میں درمیانی حصے کو ترک کر رہا ہوں اور آخری حصہ جو مدعا اور مقصود اور مطلوب ہے روزوں کا، اسکو بیان کرتا ہوں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ کہ جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ میں کہاں ہوں اور مجھے کیسے پایا جا سکتا ہے؟ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تو تیرے جواب دینے سے پہلے ہم انکو بتا رہے ہیں کہ میں ان کے قریب ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اے رسولؐ تو ان سے کہہ دے۔ کہ میں قریب ہوں بلکہ فرمایا میں خود کہتا ہوں کہ میں قریب ہوں۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ میں ان کی دعوت کا جواب دیتا ہوں، ان کی پکار کو سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں لیکن یہ یکطرفہ رستہ نہیں ہے۔ وہ یہ نہ سمجھیں گویا اللہ تعالےٰ ان کا نوکر بن گیا ہے کہ وہ حکم دیتے چلے جائیں اور اللہ تعالےٰ منظور کرتا چلا جائیگا فرمایا یہ تعلق کا دوطرفہ رستہ ہے۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وہ میری باتوں کا بھی جواب دیا کریں اور ان کے فوائد کی خاطر جو نصیحتیں میں ان کو کرتا ہوں ان پر عمل کیا کریں، تب یہ رشتہ چلے گا اور یہ نصیحتیں وہ ہیں جو اس سے پہلے روزے کے متعلق کی جا چکی ہیں۔

الغرض

روزے کا اللہ تعالےٰ خود جواب ہے

وہ خود اس کا پھل ہے اور اسی پھل کی طرف مذکورہ بالا آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ فرمایا اگر تم مجھے ڈھونڈتے ہو تو روزے کی عبادت اختیار کرو یہ کامل عبادت ہے اس عبادت کے بعد تم سب سے اعلیٰ جنتیں حاصل کر لوگے اور وہ میری رضا کی جنتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی عبادت بھی ایسی متصور نہیں ہو سکتی جو ساری عبادتوں کی جامع ہو سوائے روزے کے۔ اس میں ہر چیز آجاتی ہے۔ بدنی، جسمانی، جذباتی، روحانی غرض عبادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو روزے میں نہ آتا ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ خود روزے کا مقصود بن جاتا ہے

اس مضمون کی احادیث تو بکثرت ملتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس طرف کہاں اشارہ ہے؟ سو اوّل تو یہاں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، روزے کا مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا گیا ہے روزوں کے حکم کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو رکھ دیا۔ فرمایا اگر روزے رکھو گے تو میں تمہارے قریب آجاؤں گا۔ اگر عبادتوں کا حق ادا کرو گے تو میں تمہارے پاس ہوں گا لیکن اس سے پہلے جو آیات گزری ہیں ان میں بھی اس مضمون کو بڑے عجیب طریق پر بیان فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ

اس کا ایک معنی یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ اس پر بہت سے علماء نے بحث اٹھائی کہ قرآن کریم کا آغاز تو ہو سکتا ہے رمضان شریف میں ہوا ہو، لیکن یہ کہنا کہ رمضان میں ہی قرآن اتارا گیا، درست نہیں ہے۔ قرآن کریم تو نبوت کے سالوں میں مختلف وقتوں میں اترتا رہا ہے۔ اس کا جواب بعض مفسرین نے یہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ رمضان میں ایک دفعہ پورے کا پورا قرآن نازل ہو جایا کرتا تھا جبکہ سال کے باقی حصے میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ پس اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے مراد یہ ہوگی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرائیل رمضان شریف میں قرآن دہرایا کرتا تھا، یہاں تک کہ جب قرآن مکمل ہو گیا تو پھر جو رمضان آیا ہوگا اس میں لازماً سارا قرآن ایک دفعہ اُتر گیا۔

یہ معنی بھی درست ہیں۔ ان کو غلط نہیں کہا جا سکتا کیونکہ

قرآن کریم کے بہت سے بطون

ہیں۔ مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں گویا سارا قرآن اُتارا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف کیوں اُتارا گیا ہے؟ اس کا جواب دیا کہ رمضان شریف کے متعلق اُتارا گیا ہے۔ اب بظاہر تو قرآن شریف بہت زیادہ وسیع ہے اور رمضان کے جو احکامات ہیں وہ محدود ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ تجزیہ کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ قرآن کریم جس جس مقصد کی خاطر اُتارا گیا ہے وہ سارے مقاصد رمضان شریف میں پورے ہو جاتے ہیں۔ ایک بھی مقصد بلکہ اس کا ایک ذرہ بھی رمضان شریف سے باہر نہیں رہ جاتا۔ عبادت کی جتنی بھی قسمیں بیان ہوئی ہیں وہ ساری روزوں کے اندر آجاتی ہیں۔ خدمتِ خلق کی جتنی قسمیں بیان ہو سکتی ہیں وہ ساری روزے کے اندر آجاتی ہیں۔ روزہ ہمدردی کی انتہا بھی سکھاتا ہے اور خشوع و خضوع کا کمال بھی انسان کو عطا کرتا ہے عجز کی راہیں بھی بتاتا ہے اور غریبوں کو اُٹھا کر اپنے ساتھ شامل کرنے کے طریق بھی انسان کو سکھاتا ہے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ رمضان شریف ہے اور جو شخص رمضان میں سے سر جھکاتے ہوئے اور اس دروازے سے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا رنگ اختیار کرتے ہوئے گزرے گا گویا اُس نے قرآنی تعلیمات کا سارا پھل پا لیا۔ اور جو کچھ بھی قرآن لے کر آیا تھا وہ سارا اُس کے نصیب میں آگیا۔

اس تشریح کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم احادیث نبوی پر غور کرتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھی بات اپنی طرف سے نہیں کہی۔ آپؐ نے روزے کی تمام خوبیاں جو بیان فرمائی ہیں وہ مبنی بر قرآن بیان فرمائی ہیں، آپؐ نے بعض اور آیات سے بھی استنباط فرمایا ہوگا۔ لیکن اس آیت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ سے تو بڑا واضح استنباط

فرمایا کیونکہ وہی مضمون بیان فرماتے ہیں جو اس میں بیان ہوا ہے۔ کہ

قرآن کریم کا مقصود رمضان ہے

قرآن کریم کے سارے پھل رمضان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے گویا سارا قرآن رمضان کے بارے میں اُتارا گیا ہے۔ چنانچہ وہ ساری خوبیاں جو عبادت کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کی طرف منسوب فرمائیں۔ فرمایا باقی ساری عبادتیں ایسی ہیں جن میں بندے کی اغراض کا بھی دخل ممکن ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالصتہً اللہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے روزوں کو کلیتہً اپنا کہتا ہے کہ یہ میرے ہیں اور فرماتا ہے کہ باقی نیکیوں کی جزا تو مختلف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسم کی جنتیں ہیں مگر رمضان کی جزائیں خود ہوں۔ پس قرآن کریم کا سب سے اعلیٰ مقصد یعنی اللہ کو پالینا یہ رمضان کے ساتھ وابستہ ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہت سے انداز ہیں رمضان کی خوبیاں بیان فرمانے کے، لیکن اب وقت نہیں ہے۔ وہ انشاء اللہ بعد میں کسی وقت بتاؤں گا۔

اسوقت یہی کافی ہے کہ رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے رمضان شریف تمام عبادتوں کا ارتقاء ہے رمضان شریف انسان کو اس مقصد کیطرف لیکر جاتا ہے جسکی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجۂ کمال تک پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجۂ کمال تک پہنچاتا ہے اس کے باوجود بڑے ہی بدقسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو نہ چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ یہ ایسی بدقسمتی ہے کہ آپ کروڑوں مسکینوں کو بھی کھانا کھلا دیں تو بھی یہ نیکی اس نعمت کی محرومی کا بدلہ نہیں ہو سکتی۔

اس لئے

ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے

اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے، اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہیے اور روزے رکھنے چاہئیں۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ چند گنتی کے دن ہیں۔ اس کی سختیوں کا پتہ بھی نہیں لگتا کہ کب گزر گئیں۔ اور سختیاں ایسی ہیں جو انسان کے بدن کو ہلکا کرتی چلی جاتی ہیں۔ جسم بھی ہلکے ہوتے چلے جاتے ہیں، روح بھی ہلکی ہوتی چلی جاتی ہے اور انسان زیادہ تیزی کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا ہے۔ رمضان کے بعد ہر روزہ رکھنے والا یہ جانتا اور محسوس کرتا ہے کہ اگر اس نے روزہ نہ رکھا ہوتا تو پتہ نہیں وہ کس ذلت میں پڑا ہوا ہوتا۔ رمضان شریف بے انتہا کمزوریاں دور کر جاتا ہے اور بے انتہا نعمتیں عطا فرما دیتا ہے۔ روزے میں سے گزرنے کے بعد جس طرح ہلکے پھلکے بدن کے ساتھ انسان قدم اٹھاتا ہے، روزہ نہ رکھنے والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پھر کھانے کا مزا آتا ہے، پینے کا مزا آتا ہے یعنی روحانی لذتیں تو الگ رہیں مادی لحاظ سے بھی رمضان میں سے گزرے بغیر اور اس کا حق ادا کئے بغیر انسان کو یہ اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ پانی میں کیا لذت ہے اور کھانے میں کیا لذت ہے؟ روزہ دار کو صبح شام تھوڑا سا اس کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن رمضان کے بعد کہ جب چاہو۔ جو چاہو پی لو، جو چاہو کھا لو، یہ احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں کہ بڑی ناشکری ہے جو ہم شکر کئے بغیر ان سے گزرتے ہیں۔ اس لئے سچے شکر کی تعلیم بھی رمضان شریف دیتا ہے۔ ایک ایک گھونٹ پر اللہ کے احسانات یاد آتے ہیں اور جو پانی پینے کی مادی لذت میں نے بتائی ہے۔ وہ اس روحانی لذت کے مقابل پر کچھ بھی نہیں رہتی جو مومن کو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ پانی سے جسم کی پیاس بجھاتا ہے تو اس کی روح کی پیاس بھی ساتھ بجھ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے شکر ہے خدا کو دوبارہ یاد کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ اگر میں دو تین رمضان اسی طرح گزر جاتا تو پانی پینا اپنا حق سمجھ لیتا۔ خیال بھی نہ آتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ پھر ہر گھونٹ پر خدا کی نعمتیں یاد آتی ہیں۔ اس کے احسانوں کا تصور دل کو مغلوب کر لیتا ہے اور روح اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔

پس

رمضان شریف کے بے انتہاء فوائد

ہیں آپ سر جھکاتے ہوئے اس رمضان سے گزریں اپنی روح کو بھی اور اپنے جسم کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل نازل ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ یہ لوگ جو میری عبادت کا حق ادا کرتے ہیں یہ تجھ سے میرے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں میں ان کے قریب ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ میرے حقوق وہ ضرور ادا کریں۔ کیونکہ میرے حقوق ادا کرنے کے نتیجے میں میں اُن کو ملوں گا۔ ورنہ یہ تعلق کا یکطرفہ رستہ نہیں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رمضان کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فوائد اٹھائیں۔

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اس رمضان کو اس طرح ضائع نہ کر دیں۔ جس طرح اس سے پہلے بعض قوموں نے روزوں کو ضائع کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مِنْ قَبْلِكُمْ فرمایا تو اس میں یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ تم سے پہلے بھی روزے فرض ہوئے تھے۔ تم سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے روزوں سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن جب ان کی تاریخ پر نظر ڈالو گے تو تمہیں یہ بھی محسوس ہو گا کہ بہت سے ایسے بدبخت اور بدقسمت بھی تھے جنہوں نے فائدے کی بجائے نقصان اٹھایا۔ انہوں نے بھی روزے پائے لیکن ایسے گندے حال میں پائے کہ وہ روزے ان کی عاقبت سنوارنے کی بجائے ان کو دین و دنیا سے محروم کر گئے ان کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا پس ان لوگوں کی طرح روزے نہ رکھنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور مومن کو ان کے سے افعال سے روکا ہے کہ دیکھو! یہ نہ کرنا، وہ نہ کرنا۔ جھگڑا نہیں کرنا۔ فساد نہیں کرنا۔ شہوات سے مغلوب نہیں ہونا۔ دکھاوا نہیں کرنا۔ ہر بدی سے رُکنا ہے۔ ہر ظلم کو صبر سے برداشت کرنا ہے۔ کچھ لوگ تم پر زیادتیاں کریں گے۔

فرمایا ان کو ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ کہو اِنِّیْ صَائِمٌ کہ میں روزے دار ہوں۔ دو دفعہ کہنے میں کیا حکمت ہے؟ وہ حکمت یہ ہے کہ مومن کی تو عام شان بھی یہ ہے کہ

وہ ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دیتا

اور جب جاہل اس سے مخاطب ہوتا ہے تو جواب میں جاہلانہ باتیں نہیں کرتا بلکہ سلام کہتا ہے۔ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان آیت ۶۴) پس ایسا مومن جس کی عام شان یہ ہو اگر وہ روزے دار بھی ہو تو تکرار سے بتائے کہ او بیوقوفو! تم مجھ سے کیا توقع رکھ رہے ہو؟ کیا تمہاری اشتعال انگیزی سے میں مشتعل ہو جاؤں گا؟ ہرگز نہیں۔ میں تو عام حالات میں بھی سلام ہی کہا کرتا تھا۔ اب تو میں روزے دار ہوں، روزے دار ہوں ممکن نہیں ہے کہ تم مجھ سے بے صبری کا مظاہرہ دیکھو۔

پس جہاں کچھ بدقسمت اپنے روزوں کو ضائع کر رہے ہوں گے۔ وہاں آپ کے لئے اور بھی زیادہ ثواب کا موقع ہو گا۔ آپ صبر اور حوصلے اور ہمت اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعاؤں کے ساتھ اس رمضان کو گزاریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل آپ پر نازل ہوتے ہیں۔

مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی وہ لوگ
جنہوں نے روزے ضائع کر دیے ان کی مثال

میں بائیبل سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت یسعیاہ کی یہ نصیحت بائیبل میں درج ہے کہ:۔

"دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے" (یسعیاہ باب ۵۸۔ آیت ۴)

یعنی ایسے بدبخت انسان ہو کہ کوئی وقت تھا کہ تم روزوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کیا کرتے تھے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کیا کرتے تھے اور جھگڑوں سے رکا کرتے تھے۔ اب یہی رمضان آتا ہے تو تمہیں اور زیادہ اشتعال انگیزیوں پر مجبور کر دیتا ہے۔ تم طیش میں آکر مکے مارتے ہو اور کہتے ہو ہم دیکھیں گے کہ ہمارے ظلم سے اور ہمارے ستم اور استبداد سے کون بچ کے نکلے گا؟ عام حالات میں بھی ہم بڑے جابر تھے۔ اب تو رمضان کی سختیاں آگئی ہیں۔ اب تو روزے آگئے ہیں۔ اب دیکھیں گے کون ہم سے بچ کے نکلتا ہے۔

حضرت یسعیاہ یہود سے فرماتے ہیں کہ تم یہ حرکتیں کر رہے ہو۔ گویا یہود کی جو حالت گزر چکی ہے اور جس کے ایک پہلو کی طرف قرآن کریم مِنْ قَبْلِكُمْ میں اشارہ کرتا ہے، بائیبل میں یہ اس کی تفصیل ہے کہ:۔

"دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو اور شرارت کے مکے مارو۔ پس اب تم اس طرح کا روزہ نہیں رکھتے کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے"

فرماتے ہیں تم بڑے بدبخت ہو۔ کبھی تمہارے روزے ایسے ہوا کرتے تھے کہ اتنی ہلکی اور خفی آوازوں میں تم خدا کو یاد کیا کرتے تھے کہ بظاہر انسان ان آوازوں کو نہیں سن رہے ہوتے تھے، لیکن ان آوازوں میں ایسی قوتِ پرواز تھی کہ وہ آوازیں عالم بالا پر پہنچا کرتی تھیں اور آج تم نے شور برپا کیا ہوا ہے اور وہ آوازیں زمین سے چمٹی ہوئی ہیں اور زمین کی ہو چکی ہیں۔ ان میں قوتِ پرواز نہیں رہی۔ تمہارے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور طیش میں آکر مکے مار رہے ہو۔ لیکن ان آوازوں کے مقدر میں پرواز نہیں لکھی گئی۔ ہاں کچھ وہ تھیں گریہ وزاری کی آوازیں جو عالم بالا پر سنی جاتی تھیں۔ کیسا پیارا موازنہ کیا ہے۔

پس اے احمدیو!

تم ہمیشہ ایسی آوازیں اپنے دلوں سے نکالو جو عالم بالا پر سنی جائیں اور زمین والوں کے کان ان سے محروم ہوں تو کوئی پرواہ نہ کرو۔ وہی آواز دنیا میں پھیلے گی جس کو خدا سنتا ہے اور پھر خدا کے فرشتے اس کو دنیا میں پھیلا دیا کرتے ہیں۔ ایسی آوازیں غالب آنے کے لیے بنائی گئی ہیں، مغلوب آنے کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

---

۲۹ رمضان المبارک کی خصوصی دعائیں

اور مجاہدین تحریک جدید بیرون پاکستان

جیسا کہ احباب کو علم ہے تحریک جدید کے مجاہدین جو رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کے اختتام سے قبل اپنے وعدوں کی سو فیصد ادائیگی کر دیتے ہیں ان کے اسماء ۲۹ رمضان المبارک کی خاص دعا کے لیے ان کے پیارے امام کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

بیرون پاکستان کے احباب کو اس طرف توجہ دلانے پر بہت سے مجاہدین فوری ادائیگیاں کر رہے ہیں جس کی ایک مثال جماعت جاپان کے ایک مخلص نوجوان معاون خصوصی محمد جمال صاحب (آف جمال بیکری ربوہ) کی ہے انہوں نے یہ بات سنتے ہی کہ سو فیصد ادائیگی کرنے والوں کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا پیش ہوں گے فوراً پورے وعدہ کی رقم ۲۴۸۰۵ ین ادا کرنے کی توفیق پائی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے اور بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے۔

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید ربوہ)

درس القرآن

مؤرخہ ۱/۷/۸۳ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور سورہ ملک السجدہ کا درس دیں گے۔ احباب سے شرکت کی درخواست ہے۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور)

ماریشس کے مخلصین کی طرف سے ادائیگی چندہ تحریک جدید کے

ایمان افروز واقعات

اب جبکہ تحریک جدید کے نئے سال کو جاری ہوئے سات ماہ ہو چکے ہیں۔ وصولی کی طرف خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ ماریشس کے امیر و مبلغ انچارج مکرم مولوی صدیق احمد منور صاحب لکھتے ہیں کہ وصولی کی کوشش کے دوران بہت ایمان افروز واقعات سامنے آ رہے ہیں ایک دوست مکرم محمد ابراہیم مزودی صاحب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ تحریک کی طرف خاص توجہ ہے حال ہی میں ماریشس کے معاونین خصوصی میں سے دو مجاہد وفات پا گئے ہیں انکی جگہ ہم نے ہی لینی ہے اس طرح انہیں اپیل کی کہ وہ معاونین خصوصی میں داخل ہو کر برکات الٰہیہ حاصل کریں انہوں نے فوراً لبیک کہا اور اسی وقت دو ہزار روپیہ وعدہ کا نصف مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد ادا کر دیا جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اسی طرح ایک مخلص بہن محترمہ رقیہ بخت صاحبہ کو حضور کی تحریک سے آگاہ کیا تو انہوں نے بھی فوراً معاونین خصوصی کی صف میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں اضافہ فرمائے۔ ان کی خدمت اور قربانی کی توفیق کو بڑھاتا چلا جائے اور انہیں سعادت دارین حاصل ہو۔

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید ربوہ)

احباب جماعت سے درخواست دعا!

معزز احباب!

چندہ وقف جدید دفتر اطفال سے جو اہم کام سرانجام دیئے جاتے ہیں ان میں سے سب سے اہم ہندوؤں میں تبلیغ اسلام ہے اس طرح ہر سال بیسیوں نفوس اسلام کی شہرہ آفاق تعلیم کو اپنا کر خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔ جس کا ثواب اس مد میں چندہ دینے والے احمدی بچوں اور بچیوں کو اور انکے والدین کو بھی ملتا ہے۔ اور اس کا ثواب اس وقت تک ان کو ملتا رہتا ہے جب تک وہ زندہ رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے احمدی اطفال و ناصرات کے لیے یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ جو بچے اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیتے ہیں احباب سے ان کے لیے خصوصی درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی عمروں میں برکت دے اور ان کے والدین کے اموال میں برکت دے۔

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھرا۔ بواسیر۔ ذیابیطس۔ دمہ۔ پرانی خارش و چنبل۔ تبخیر معدہ۔ مردانہ و زنانہ خاص امراض کا

مطب ناصر دواخانہ

گول بازار ربوہ

فون: ۶۳۴ - رہائش ۵۳۴

بفضلہ کامیاب علاج۔ بیرونی مریض بیماری کی مکمل کیفیت لکھ کر دوا طلب کریں!

احباب! ایک نظر ادھر بھی!!

میری تصویر تو میرے دادا جان کے

دواخانہ حکیم نظام جان

اقصیٰ چوک ربوہ پر ہی نظر آئے گی۔

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فون ۷۳۹۹۷ ○ پوسٹ بکس ۲۲۲

اسٹون کرشر ٹھیکیداروں کیلئے

اطلاع

الحمدللہ ہم نے مارگلہ ویلی متصل ٹیکسلا اپنے سٹون کرشر کا افتتاح کر دیا ہے جہاں سے آپ کو ہر سائز کا (CRUSH) رعایتی نرخوں پر دستیاب ہو سکے گا

ٹھیکیدار احباب رجوع فرمائیں اور فائدہ اٹھائیں۔

(محمود احمد کھوکھر بنگلہ ۱۶ جی ۸-۱ اسلام آباد)

کھوکھر سٹون کرشر مارگلہ ویلی ٹیکسلا

مکانات نہری موقع پلاٹس

ہمارے پاس ربوہ کے مختلف محلہ جات میں باموقع مکانات و باموقع پلاٹس فوری قابلِ فروخت ہیں۔ مرکز سلسلہ میں رہائش کی غرض سے مکانات و پلاٹس خریدنے کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔ خدمت و دیانت ہمارا نصب العین ہے۔

پروپرائٹر مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلرز

مومن کلاتھ ہاؤس گولبازار ربوہ فون ۵۱۷

کیورٹیو کلینک اور سیلز آفس

اوقات کار

برائے رمضان المبارک

صبح ۶½ سے ۲½ بجے دوپہر

ناغہ بروز جمعہ

کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون ۶۰۶-۶۰۷

صاحب طرز منفرد سوچ کے حامل شاعر جناب ڈاکٹر نصیر احمد خاں کا مجموعہ کلام

اُرودِ جناب

زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آگیا ہے۔

ناشر:- احمد اکیڈمی ربوہ

کراچی میں

حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے

مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

کی مفید اور مجرب دوائیں

مکرم شوکت منہاس ۷۱ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ سے حاصل کی جا سکتی ہیں

بفضلِ خدا

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد

مرضِ اٹھرا کی شکار عورتوں کا

تسلی بخش علاج

بیتہ

شفاخانہ رفیقِ حیات رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ

ٹرنک بازار سیالکوٹ

فوری قابلِ فروخت

دو عدد باموقع مارکیٹیں ایک ربوہ کے تجارتی سنٹر گولبازار میں بر مشتمل ۱۲ دکانیں۔ سوئی گیس۔ بجلی۔ پانی نصب شدہ۔

ایک باموقع مارکیٹ واقع رحمت بازار بر مشتمل ۶ دکانیں پختہ معہ رہائشی مکان۔ سوئی گیس۔ بجلی۔ پانی نصب شدہ ہے۔ فوری قابلِ فروخت موجود ہیں۔ سرمایہ کاری کا نادر موقع۔

میسرز ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز ربوہ ریلوے روڈ رحمت بازار فون آفس ۵۲۱ فون رہائش ۴۳۱

باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے منظور شدہ

ایک انتہائی نادر موقعہ سے جلد فائدہ اٹھائیں۔ پختہ سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں

شکور پارک ربوہ

ہاؤسنگ سکیم

ہر نقص سے پاک

حق شفعہ سے مبرا

مکمل ضمانت

فوری رجسٹری اور فوری قبضہ

شکور پارک:- جسمیں پختہ سڑکیں، نالیاں، بجلی میٹھے پانی کی سپلائی، ٹیلیفون اور سوئی گیس بفضل تعالیٰ مہیا کی جائیگی

شکور پارک:- بہترین موقعہ۔ ایک طرف محلہ دارالرحمت شرقی ب بلاک ۲۴ کی ۴۰ فٹ سڑک دوسری طرف محلہ ناصر آباد اور مبارک کالونی چنیوٹ ساہی وال روڈ کے اندر بطرف ربوہ

رابطہ کیلئے:- پروپرائیٹر:- حاجی عبدالسمیع ۱۶/۲۵ باسط منزل محلہ دارالرحمت شرقی ب ربوہ

فون گھر ۴۱۶ فون دوکان ۶۱۴